سپریم کورٹ رپورٹس (1996) .SUPP 9 ایس سی آر

توشار ارون گاندھی

بنام

ریاست اڑیسہ اور دیگر

26 نومبر 1996

(اے۔ایم۔احمدی چیف جسٹس اور سجاتا وی۔منوہر، جسٹس)

آئین ہند 1950، دفعہ 32- مہاتما گاندھی کی استھی (راکھ) کو بینک لاکر میں رکھی گئی- آخری رسومات ادا کرنے کے لئے پوتے کی کوششیں۔کوششیں ناکام ہوئیں کیونکہ ریاستی حکومت نے مثبت جواب نہیں دیا- چیف جسٹس آف انڈیا کو نام خط-عرضی درخواست کے طور پر سمجھا جاتا ہے-احترام اور وقار کے ساتھ دریائے گنگا میں راکھ کو ڈبونے کے لئے جاری ہدایات- مفاد عامہ کی قانونی چارہ جوئی۔

مہاتما گاندھی کے پوتے درخواست گزار کو بذریعہ اخبار پتہ چلا کہ مہاتما گاندھی کی راکھ اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے ایک لاکر میں پڑی ہوئی تھی جسے مدعا علیہ ریاستی حکومت کی جانب سے جمع کرایا گیا تھا۔ درخواست گزار نے اڑیسہ حکومت اور اسٹیٹ بینک کے افسروں سے درخواست کی کہ وہ آخری رسومات مکمل کرنے کے لئے باکس کو محفوظ بنانے میں ان کی مدد کریں۔ان کی کوششیں ناکام ہونے کے بعد انہوں نے چیف جسٹس آف انڈیا کو ایک خط لکھا جسے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت عرضی درخواست سمجھا گیا۔

اسٹیٹ بینک کی جانب سے یہ کہا گیا تھا کہ 29 نومبر 1950 کو مہاتما گاندھی کی راکھ کو رکھنے کے لئے ”سکریٹری ایچ پی ایم اڑیسہ“ کے نشان والے لکڑی کے ایک بند ڈبے کو اڑیسہ کے وزیر اعلی کے سکریٹری نے جمع کرایا تھا۔

مدعاعلیہ ریاست اڑیسہ کی جانب سے کہا گیا تھا کہ ریکارڈ کی عدم موجودگی میں یہ قبول نہیں کیا جا سکتا کہ مذکورہ باکس میں مہاتما گاندھی کی راکھ ہے اور حکومت نے اسے محفوظ تحویل کے لئے جمع کرایا تھا اور یہ تصور کرنا مشکل ہے کہ قتل کے دو سال بعد راکھ کیسے جمع کرائی جا سکتی ہے۔ بینک کے ساتھ ساتھ درخواست گزار نے مہاتما گاندھی کی راکھ کو ٹھکانے لگانے کے طریقہ کار کے بارے میں فیصلہ اس عدالت پر چھوڑ دیا ہے۔

عرضی درخواست نمٹاتے ہوئے، یہ عدالت

منعقدہ 1.1. : واضح رہے کہ 29 نومبر 1950 کو مہاتما گاندھی کی راکھ رکھنے والے ڈبے میں رکھا کلش اسٹیٹ بینک آف انڈیا میں جمع کرایا گیا تھا اور درخواست گزار کے علاوہ کسی نے بھی اب تک اس کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ محفوظ ڈیپازٹ رسید سے یہ بھی واضح ہے کہ اڑیسہ کے وزیر اعلیٰ کے سکریٹری نے متعلقہ تاریخ کو بینک میں کلش جمع کرایا تھا۔ بینک کو اپنے رجسٹر میں کوئی غلط اندراج کرنے کی ضرورت نہیں تھی اور چونکہ یہ اندراج 1950 کا پرانا ہے جو بینک کے باقاعدہ کام میں کیا گیا ہے، لہذا کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسے شک کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ محض اس لیے کہ اس عہدے کو وزیر اعلیٰ کا 'سکریٹری' بتایا گیا ہے نہ کہ 'پرائیویٹ سکریٹری' جو اس وقت موجود تھا، اس داخلے کی صداقت پر شک کرنے کے لیے کوئی مضبوط نکتہ نہیں ہے۔ اگر سرکاری ریکارڈ میں کوئی نوٹ نہیں ہے یا اگر ایسے کسی نوٹ کا پتہ نہیں چلتا ہے تو بینک کے رجسٹر میں درج ہونے پر شک کرنے کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ چونکہ ڈبے میں راکھ کے ساتھ ایک کلش ہے اور چار دہائیوں سے زیادہ عرصے کے بعد کسی اور نے اس کا دعویٰ نہیں کیا تھا لہذا درخواست گزار کی درخواست کے مطابق راکھ کو ٹھکانے لگانے کی ہدایت دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
[178-جی-ایچ؛179-اے-سی]

2۔1۔ عدالت عالیہ کے چیف جسٹس ہائی کورٹ کے رجسٹرار یا کسی سینئر جوڈیشل افسر کو نامزد کریں گے کہ وہ درخواست گزار کے ساتھ ساتھ بینک کے اعلیٰ سطحی افسر کی موجودگی میں کلش

والے باکس کا چارج سنبھالنے کے لیے ایک میمو تیار کرنے کے بعد۔جسمانی حالت۔ اسی دن یا کسی دوسری مقررہ تاریخ کو جو بینک کے عہدیداروں اور عرضی گزار کے ساتھ مشاورت سے طے کی جائے، وہ راکھ کو دریائے گنگا (گنگا) پر باہمی رضامندی سے طے شدہ جگہ پر لے جائیں گے تاکہ اسے احترام اور وقار کے ساتھ ٹھکانے لگایا جائے۔ موقع ایسا کرنے کے بعد، رجسٹرار/ جوڈیشل آفیسر اس عدالت کو رجسٹرار جنرل کو مخاطب کرکے ایک رپورٹ پیش کرے گا، جو اسے ریکارڈ کے حصے کے طور پر اس نوٹ کے ساتھ شامل کرے گا کہ اسے مستقل طور پر محفوظ کیا جائے گا۔[D-F-179]

دیوانی اصل کا دائرہ اختیار : عرضی درخواست (سی) نمبر 1996 340۔

(آئین ہند کے آرٹیکل 32 کے تحت)

درخواست گزار ذاتی طور پر۔

جواب دہندہ نمبر 3- 4 کے لئے سنجے کپور، راجیو کپور، محترمہ ایس۔ کپور۔

مدعاعلیہ نمبر 5 کی طرف سے ٹی۔سی۔شرما، پی۔ پرمیشورن اور پی۔این۔مشرا۔

عدالت کا فیصلہ درج ذیل سنایا گیا سنایا:

احمد، چیف جسٹس آف انڈیا۔مہاتما گاندھی کے پڑپوتے جناب تشار ارون گاندھی نے ہم میں سے ایک (چیف جسٹس آف انڈیا) کو اپیل کی شکل میں ایک خط لکھا جس میں کہا گیا تھا کہ انہیں پریس رپورٹس سے پتہ چلا ہے کہ ان کے مرحوم دادا جناب ایم کے گاندھی، جو مہاتما گاندھی کے نام سے مشہور ہیں، کی راکھ اسٹیٹ بینک آف انڈیا کٹک کے ایک لاکر میں پڑی ہوئی ہے۔ اس کے بارے میں جاننے کے بعد انہوں نے چیف منسٹر اور اڑیسہ کے گورنر کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک آف انڈیا کٹک کے چیئرمین کو خط لکھ کر درخواست کی کہ وہ اس معاملے کی تحقیقات کریں اور اگر پریس رپورٹس درست ہیں تو وہ اپنے اچھے دفاتر کا استعمال کرتے ہوئے

لاکر سے کلش کو محفوظ کرنے میں ان کی مدد کریں تاکہ وہ ہندو مذہبی رواج کے مطابق آخری رسومات مکمل کرسکیں۔ بدقسمتی سے انہیں چیف منسٹر یا اڑیسہ کے گورنر کی طرف سے ان کے خطوط کا کوئی جواب نہیں ملا لیکن اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے چیئرمین نے انہیں فون کیا اور انہیں یقین دلایا کہ وہ حقائق کا پتہ لگائیں گے اور انہیں اپنی انکوائری کے نتائج سے آگاہ کریں گے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد چیئرمین نے زبانی طور پر انہیں ایک باکس کی موجودگی کے بارے میں بتایا جس میں مہاتما گاندھی کے 'استھی' کو 1950 میں اوڈیشہ کے وزیراعلیٰ کے اس وقت کے سکریٹری نے محفوظ ڈپازٹ میں رکھا تھا۔ اس زبانی جانکاری کے بعد جناب مہروترا نامی ایک شخص کا ایک خط آیا جس میں انہوں نے تفصیل دی کہ بینک میں کلش کب اور کیسے جمع کرایا گیا۔ 8 مارچ 1996 کے اپنے خط میں جناب مہروترا نے کہا:

(i) تقریباً 20 x 18 x 18 کی لمبائی کا ایک بند لکڑی کا ڈبہ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس میں مہاتما گاندھی کی راکھ پر مشتمل ایک کلش ہے، 29.11.1950 کو اڑیسہ کے اس وقت کے وزیراعلیٰ کے سکریٹری نے محفوظ ڈپازٹ آرٹیکل کے طور پر ہماری کٹک برانچ میں جمع کرایا تھا۔ محفوظ ڈپازٹ رسید نمبر 30/21 تاریخ 29 نومبر 1950 کو برانچ کی طرف سے جاری کی گئی تھی۔

(ii) اس ڈبے کو برانچ کی طرف سے مناسب احتیاط اور احترام کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔

(iii) دسمبر 1994 میں اڑیسہ کے وزیراعلیٰ کو ایک خط لکھا گیا اور سیف ڈپازٹ آرٹیکل کو واپس لینے کے لئے وزیراعلی کے سکریٹری کے ساتھ بات چیت کی گئی، لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔

یہ بھی کہا گیا کہ چونکہ یہ باکس ریاستی حکومت نے جمع کرایا تھا، اس لیے وہ اکیلے ہی اس کو ٹھکانے لگانے کا فیصلہ کرسکتی ہیں۔

یہ خط ملنے کے بعد درخواست گزار نے ایک بار پھر جناب جے بی پٹنایک، اڑیسہ کے اس وقت کے وزیر شیف جناب جی رامانوجم، اڑیسہ کے اس وقت کے گورنر اور ریاست کے چیف سکریٹری کو ایک خط لکھا اور

ان سے درخواست کی کہ وہ باکس کو محفوظ بنانے میں ان کی مدد کریں تاکہ وہ ہندو مذہبی رسم و رواج کے مطابق آخری رسومات مکمل کر سکیں۔ انہیں ان کے خطوط کا کوئی جواب نہیں ملا اور اس لئے انہوں نے 21 مارچ 1996 کو بھوبنیشور کا دورہ کیا اور چیف منسٹر سے ملاقات کی۔ مزید پوچھنے پر کہ انہوں نے اسے دھوکہ کیوں سمجھا، انہیں بتایا گیا کہ اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے مطابق اڑیسہ کے اس وقت کے وزیر اعلیٰ جناب نابا کرشنا چودھری کے سکریٹری نے 1950 میں اس باکس کو محفوظ ڈپازٹ میں رکھا تھا جبکہ حقیقت میں چیف منسٹر کے سکریٹری کا ایسا کوئی عہدہ موجود نہیں تھا۔ انہیں بتایا گیا کہ وہ ان دنوں صرف وزیر اعلیٰ کے پرائیویٹ سکریٹری تھے اور حکومت کے پاس اسٹیٹ بینک آف انڈیا میں مذکورہ باکس جمع کرانے کا بھی کوئی ریکارڈ نہیں تھا۔ یہاں تک کہ چیف منسٹر نے یہ تبصرہ بھی کیا ہے کہ اسٹیٹ بینک آف انڈیا کچھ شرارت کر رہا ہے اور اس لئے وہ پورے معاملے کی سی بی آئی جانچ کا حکم دیں گے۔

اس کے بعد درخواست گزار نے کہا کہ وزیر اعلیٰ نے انہیں جو کچھ بتایا اس سے وہ حیران رہ گئے اور یہ بھی حیران تھے کہ اسٹیٹ بینک آف انڈیا کا ایک ذمہ دار افسر اتنے حساس معاملے پر اپنی گردن جھکانے کے لئے تیار تھا اور انہیں اس بات کا دکھ ہوا کہ انہیں معاملے کی سنگینی کا احساس نہیں تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ چیف منسٹر نے مزید کہا کہ وہ سی بی آئی جانچ کا حکم دینے کی تجویز دے رہے ہیں تاکہ راکھ کی کیمیائی جانچ کی جاسکے تاکہ یہ پتہ چل سکے کہ آیا وہ واقعی مہاتما گاندھی کی ہیں۔ انہیں مطلع کیا گیا تھا کہ سی بی آئی کے ذریعہ جانچ کے اختتام پر انہیں باقاعدہ طور پر مطلع کیا جائے گا۔ دراصل 23 مارچ 1996 کو لکھے گئے خط میں ریاستی حکومت کے کمشنر کم سکریٹری نے اسٹیٹ بینک آف انڈیا، بھوبنیشور کے جنرل منیجر (آپریشنز) کو لکھا تھا کہ ریاستی حکومت اس بات کو قبول نہیں کرتی کہ ڈبے میں مہاتما گاندھی کی راکھ ہے یا ریاستی حکومت نے اپنے افسر کے ذریعے اسے محفوظ تحویل کے لیے بینک کے پاس رکھ دیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے لئے یہ کھلا ہے کہ وہ کسی بھی طرح سے مذکورہ باکس کو ٹھکانے لگا سکتا ہے۔

درخواست گزار کے مطابق اس دوران کافی رائے عامہ پیدا کی گئی۔ اس کے بعد وہ تیزی سے آگے بڑھے اور بالآخر حکومت نے نرمی کا اظہار کیا اور کہا کہ بینک جو چاہے کر سکتا ہے۔ حکومت کی جانب سے اس طرح دستبرداری کے بعد درخواست گزار نے بھوک ہڑتال توڑ دی اور بھوبنیشور میں بینک کے عہدیداروں سے تعاون کرنے اور تنازعہ کو ختم کرنے کے لئے رابطہ کیا لیکن بدقسمتی سے اس دوران کئی تنظیمیں اور افراد میدان میں

کو دپڑے اور معاملے کو پیچیدہ بنادیا۔لہٰذا اسٹیٹ بینک کے حکام نے درخواست گزار کو آگاہ کیا کہ وہ اس بات پر عدالتی احکامات حاصل کریں کہ وہ باکس کے قبضے سے دستبردار ہوسکتے ہیں۔لہٰذا انہوں نے 26 مئی 1996 کو چیف جسٹس آف انڈیا کو اپیل کی شکل میں خط لکھا۔

یہ خط موصول ہونے کے بعد سپریم کورٹ کے پی آئی ایل سیل نے اسٹیٹ بینک آف انڈیا، کٹک کے ساتھ ساتھ اڑیسہ حکومت کو بھی اس سلسلے میں خط لکھے۔ پی آئی ایل سیل کو ملنے والے جوابات سے پتہ چلتا ہے کہ اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے پاس کئی سالوں سے اس باکس کا قبضہ تھا اور کلش پر لکھا تھا کہ" اس میں مہاتما گاندھی کی راکھ ہے"۔اسٹیٹ بینک آف انڈیا نے پی آئی ایل سیل کو یہ بھی مطلع کیا کہ آج تک اڑیسہ حکومت کی طرف سے اس کی فراہمی کے لئے کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا ہے۔اس عدالت کے پی آئی ایل سیل کے ذریعہ یہ عمل شروع کرنے کے بعد، یہ ہدایت دی گئی کہ اس خط کو آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت رٹ پٹیشن کے طور پر لیا جائے۔لہٰذا 10 مئی 1996 کو عدالت کے سامنے پیش کیا گیا جس تاریخ کو ہم نے مرکزی حکومت، ریاست اڑیسہ اور اسٹیٹ بینک آف انڈیا کٹک کو نوٹس جاری کرنے کی ہدایت دی۔انہیں ہدایت دی گئی تھی کہ وہ مذکورہ وقت کے اندر حلف نامہ میں اپنا جواب داخل کریں تاکہ عدالت اس معاملے میں مناسب ہدایات دے سکے۔

جواب دہندگان 2 اور 3 نے پیشی میں حصہ لیا۔مدعا علیہ نمبر 3 بینک کی جانب سے ایک حلف نامہ داخل کیا گیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ بینک کے ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ 29 نومبر 1950 کو 'سکریٹری ایچ پی ایم اڑیسہ' کے نشان والے لکڑی کے ایک بند ڈبے کو اڑیسہ کے وزیر اعلیٰ کٹک کے سکریٹری نے جمع کرایا تھا اور اس پر 'ایچ پی ایم اڑیسہ' کے الفاظ کے ساتھ موم کی مہر لگی ہوئی تھی۔حلف نامہ اس کے بعد ان واقعات سے متعلق ہے جو اس معاملے کے عوامی نوٹس میں آنے کے بعد ہوئے تھے۔درخواست گزار کے کٹک کے دورے کا بھی حوالہ دیا گیا ہے جس کا ذکر ہم پہلے بھی کر چکے ہیں۔بینک کے محفوظ ڈپازٹ رجسٹر میں اندراج کی ایک زیروکس کاپی حلف نامہ کے ساتھ منسلک کی گئی ہے۔بینک اور ریاستی حکومت کے درمیان ہونے والی خط وکتابت کو بھی حلف نامہ میں شامل کیا گیا ہے۔یہ معاملہ راجیہ سبھا میں بھی اٹھایا گیا تھا۔

ریاست اڑیسہ کی جانب سے حکومت اڑیسہ کے محکمہ داخلہ کے ایڈیشنل سکریٹری جناب ایف ایم پانڈا

نے جوابی حلف نامہ داخل کیا ہے اور کہا ہے کہ اڑیسہ حکومت نے اسٹیٹ بینک آف انڈیا، بھوبنیشور کے جنرل منیجر (آپریشنز) کو 23 مارچ 1996 کو ایک خط کے ذریعے مطلع کر دیا تھا کہ لکڑی کے ڈبے میں مہاتما گاندھی کی راکھ موجود ہے۔ بینک کے مذکورہ ڈپازٹ رجسٹر میں درج اڑیسہ کے اس وقت کے چیف منسٹر کے سکریٹری کی عکاسی ریاستی حکومت کے کسی بھی ریکارڈ میں نہیں ہے اور اس لئے اڑیسہ حکومت کے کمشنر کم سکریٹری یہ قبول نہیں کر سکتے ہیں کہ مہاتما گاندھی کی راکھ پر مشتمل مذکورہ باکس حکومت نے محفوظ تحویل کے لئے جمع کرایا تھا۔ چونکہ اس سے اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے دعوے کی صداقت کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہو گئے تھے اس لئے اسٹیٹ بینک آف انڈیا پر یہ کھلا چھوڑ دیا گیا تھا کہ وہ مذکورہ باکس کو اس طرح ٹھکانے لگائے جس طرح وہ مناسب سمجھیں۔ اس میں مزید کہا گیا ہے کہ بینک کے رجسٹر پر اس وقت کے وزیر اعلیٰ کے سکریٹری کے دستخط نہیں تھے اور متعلقہ وقت پر ایسا کوئی عہدہ موجود نہیں تھا اور نہ ہی بینک کے پاس متعلقہ افسر کا کوئی خط تھا جو اس طرح کی ڈپازٹ کی حمایت کرتا تھا۔ یہ تصور کرنا بھی مشکل تھا کہ مہاتما گاندھی کے قتل کے دو سال بعد ان کی راکھ بینک میں جمع کرنے کے لئے کیسے دستیاب ہو سکتی ہے۔ ان حالات میں ریاست اڑیسہ درخواست گزار کے ساتھ ساتھ اس سلسلے میں میڈیا سمیت دیگر لوگوں کی طرف سے کی گئی پوچھ گچھ کا مثبت جواب دینے سے قاصر تھی۔ لہٰذا اڑیسہ کی حکومت نے بینک حکام پر چھوڑ دیا تھا کہ وہ اس باکس سے اس طرح نمٹیں جس طرح وہ مناسب سمجھتے ہیں کیونکہ وہ راکھ کو ٹھکانے لگانے میں شامل نہیں ہونا چاہتی تھی۔ دوسرے لفظوں میں اڑیسہ کی حکومت نے اس عدالت پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ مہاتما گاندھی کے کلش میں موجود راکھ کو ٹھکانے لگانے کے سلسلے میں ایسے احکامات جاری کرے جو وہ مناسب سمجھتی ہے۔

عرضیاں مکمل ہونے اور اسٹیٹ بینک آف انڈیا اور ریاست اڑیسہ کا موقف واضح ہونے کے بعد، اس عدالت نے 2 ستمبر، 1996 کو درخواست گزار کو نوٹس جاری کیا تا کہ اس سے یہ معلوم کیا جا سکے کہ ان حالات میں اس نے جس کلش کو ٹھکانے لگایا تھا، اس میں موجود راکھ کس طرح بہتر ہو سکتی ہے۔ درخواست گزار نے کہا کہ وہ راکھ کو ٹھکانے لگانے کے طریقہ کار کے بارے میں فیصلہ عدالت پر چھوڑ دیں گے۔

مذکورہ بالا دو باتیں واضح طور پر سامنے آتی ہیں، یعنی (1) 29 نومبر، 1950 کو مہاتما گاندھی کی راکھ رکھنے کے لئے ایک ڈبے میں رکھا گیا کلش اسٹیٹ بینک آف انڈیا میں جمع کرایا گیا تھا اور (ii) درخواست گزار کے علاوہ کسی نے بھی اب تک اس کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ ریاست اڑیسہ نے راکھ کو

ٹھکانے لگانے کا سوال صرف بینک کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے کیونکہ وہ اس میں شامل نہیں ہونا چاہتی ہے ۔ محفوظ ڈپازٹ رسید سے یہ بھی واضح ہے کہ اڑیسہ کے وزیر اعلیٰ کے سکریٹری نے متعلقہ تاریخ کو بینک میں کلش جمع کرایا تھا۔ بینک کو اپنے رجسٹر میں کوئی غلط اندراج کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور چونکہ یہ اندراج 1950 کا پرانا ہے جو بینک کے باقاعدہ کام میں کیا گیا ہے لہٰذا ہم یہ سمجھنے میں ناکام رہتے ہیں کہ اسے شک کی نظر سے کیوں دیکھا جائے ۔ محض اس لیے کہ اس عہدے کو وزیر اعلیٰ کا 'سیکریٹری 5' بتایا گیا ہے نہ کہ پرائیویٹ سیکریٹری 5 جو اس وقت موجود تھا، اس داخلے کی صداقت پر شک کرنے کے لیے کوئی مضبوط نکتہ نہیں ہے ۔ اگر سرکاری ریکارڈ میں کوئی نوٹ نہیں ہے یا اگر ایسے کسی نوٹ کا سراغ نہیں لگایا گیا ہے تو بینک کے رجسٹر میں اندراج پر شک کرنے کی کوئی بنیاد نہیں ہے ۔ لیکن ہوسکتا ہے، چونکہ ڈبے میں راکھ کے ساتھ ایک کلش ہے اور چار دہائیوں سے زیادہ عرصے کے بعد کسی اور نے اس کا دعویٰ نہیں کیا ہے، ہمیں درخواست گزار کی درخواست کے مطابق راکھ کو ٹھکانے لگانے کی ہدایت دینے میں کوئی حرج نظر نہیں آتا۔

اس کے نتیجے میں ہم یہ ہدایت دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ معزز چیف جسٹس عدالت عالیہ کے رجسٹرار یا کسی اعلیٰ عدالتی افسر کو درخواست گزار اور اعلیٰ سطح کے افسر کی موجودگی میں اس ڈبے کا چارج سنبھالنے کے لیے نامزد کریں گے ۔ بینک اپنی جسمانی حالت کے بارے میں ایک میمو تیار کرنے کے بعد اور پھر باکس پر مہر لگا کر اسے محفوظ ڈپازٹ میں رکھیں اور اس کے بعد اسی دن یا کسی دوسری مقررہ تاریخ کو جو بینک کے اہلکار اور درخواست گزار کے ساتھ مشاورت سے طے کی جائے، وہ اپنے ساتھ لے جائیں گے ۔ دریائے گنگا (گنگا) پر باہمی طور پر متفقہ جگہ پر راکھ کو احترام اور وقار کے ساتھ اس موقع پر برتاؤ کرنے کے لیے پھینک دیا گیا۔ ایسا کرنے کے بعد، رجسٹرار/ جوڈیشل آفیسر اس عدالت کو رجسٹرار جنرل کو مخاطب کرکے ایک رپورٹ پیش کرے گا جو اسے ریکارڈ کے ایک حصے کے طور پر اس نوٹ کے ساتھ شامل کرے گا کہ اسے مستقل طور پر محفوظ کیا جائے گا۔ اس کی ایک کاپی اس کے ریکارڈ کے لیے بینک کے پاس بھی رکھی جائے گی ۔ یہ رٹ پٹیشن بغیر کسی حکم کے اس طرح نمٹا دی جائے گی کہ اخراجات کے حوالے سے ۔

پی ٹی سی

پٹیشن نمٹا دی گئی ۔

Sheikh Javiad Alam
I am the author of this document

15.07.24